ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر سدھیر احمد

اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج بالاکوٹ

ڈاکٹر نذر عابد

ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ڈاکٹر منیر الاسلام

مجید امجد کی شاعری میں سمعی پیکر تراشی

Dr. Sudheer Ahmed*

Assistant Professor, Department of Urdu, Govt College Balakot.

Dr. Nazar Abid

Hazara University, Mansehra.

Dr. Muneer-ul-Islam

***Corresponding Author:**

Audio Sculpting of Majeed Amjad's Poetry

ABSTRACT

Poetic imagery is an artistic tool used by the poet to present his delicate thoughts which are created as a result of his poetic experience and observation. These images are being classified on the basis of different human senses. For example, such images have visual, auditory and tactile nature. In this article, the authors have carried out a crtical and analytical study of auditory images found in the poetic works of famous Urdu poet, Majeed Amjad while giving relevant poetic pharases from his various poems.

Key Words: *Poetic Imagery, Artistic, Observation, Human Sense.*

انسانی کیفیات، جذبات، احساسات اور تجربات و مشاہدات کے اظہار کی مختلف صورتوں میں ایک مؤثر قرینہ شاعری ہے جو حرف وصوت کی متوازن اور مناسب ترتیب سے وجود پاتی ہے۔ شاعر لفظوں کی موزوں ترتیب

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

سے حیات و کائنات کی معنوی تعبیریں پیش کرتا ہے اور فطرت و ماحول کا علم حسیاتی ذرائع ہی سے حاصل کرتا ہے۔ حسیاتی تحرک کے بغیر کوئی بھی امیج چشمِ تصور یا سماعت میں جگہ نہیں پاتا اسی لیے حواسِ خمسہ کو ذات سے رابطہ، کائناتی تفہیم کا وسیلہ اور داخل اور خارج کے مابین پُل تصور کیا جاتا ہے۔ حسیات کی اسی کارفرمائی کے حوالے سے حمیرہ ہاشمی اور ناصر فاروقی لکھتے ہیں:

> "دور اور نزدیک پھیلی ہوئی تمام اشیاء کو ہم ان کی کیفیات اور حواس کے سبب جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اشیاء کے جاننے کا یہ عمل اعضائے حواس کی مدد سے ممکن ہوتا ہے۔ اعضائے حواس ہمارے وہ اعضاء ہیں جن کی مدد سے ہم دیکھتے، سنتے، چکھتے اور چھوتے ہیں۔ یعنی آنکھ، ناک، ہاتھ اور زبان ہمارے حسی اعضاء ہیں۔ دنیا سے ہمارا رابطہ ان ہی اعضاء کے ذریعے ہوتا ہے۔"(۱)

انسانی تجربات و مشاہدات میں کارفرما رہنے والے دیگر حواس کے مقابلے میں دو حسیات زیادہ فعال اور متحرک رہتی ہیں ایک حسِ باصرہ اور دوسری حسِ سامعہ۔ باصرہ کی مدد سے انسان گرد و پیش یا مظاہر حیات و کائنات کو دیکھ کر مشاہداتی صورت میں ان کی تصویریں ذہن پر نقش کرتا ہے اور صورت پذیری کا یہ عمل حسن اور بدصورتی کی صورت میں خوشگوار و ناخوشگوار تاثرات کے ارتسام میں ظاہر ہوتا ہے۔ جبکہ ترنم و غنائیت اور ناگوار اور بھدی آوازوں کے تسلسل کی سمعی صورت ہے۔ قوت سامعہ تجرباتی و مشاہداتی سطح پر صوتی لہروں کے اثر و قبول کی وجہ سے انسان کو آوازوں میں تفریق کا قرینہ بخشتی ہے اور متوازن و غیر متوازن اصوات کی صورت میں اس کی طبیعت پر شگفتہ و ناگوار اثرات مرتب کرتی ہے۔ اسی لیے سماعت کا یہ عمل آواز کے بغیر ادھورا رہتا ہے اور عرفِ عام میں صوتی آہنگ سے تراشے ہوئے پیکر سمعی پیکر کہلاتے ہیں جو شاعر کے ذوقِ سلیم، اختراعی قوت اور حسیاتی بیداری کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

مجید امجد کی شاعری بھی سمعی پیکروں کی تخلیق کے لحاظ سے کمال ندرت کی حامل ہے۔ ان کے ہاں ابھرنے والے سمعی پیکر ان کی تخلیقی مہارت، حسی بیداری اور صوتی آہنگ سے واقفیت کا بین ثبوت ہیں جو قاری کے ذوقِ سلیم پر خوشگوار اثرات مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ لفظ و معنی کی نئی نئی تعبیرات و تفسیرات پر مبنی ہیں۔ مجید امجد کے ہاں نوع بہ نوع پیکروں کا ایک نگار خانہ آباد ہے۔ دیگر حسیاتی پیکروں کے باوصف ان کے ہاں سمعی تمثالوں کا بھی ایک وافر ذخیرہ موجود ہے۔

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-11

ان کے کلام میں ابھرنے والی تمثالیں زندگی سے بھرپور ہونے کے باوصف تاثیر اور معنوی تہہ داری کی بھی حامل ہوتی ہیں۔ زمانے کی ستم ظریفی اور نارسائی کا دکھ ذیل کے اشعار میں کس قدر نمایاں ہے۔

ابد کنار سمندر! تری حسیں موجیں
الاپتی ہیں شب و روز کیسے بھیانک راگ
بتا کبھی ترے طوفاں بجھا سکے ہیں وہ آگ
جو دفعتاً سلگ اٹھتی ہے دکھ بھرے دل میں
جب ایک بچھڑے ہوئے کا پیام آتا ہے
کسی کا روح کے ہونٹوں پہ نام آتا ہے (۲)

ان اشعار میں تشکیل پانے والے سمعی پیکر تجریدی نوعیت کے ہیں۔ شاعر کے اندازِ تخاطب نے حسی ادراک کو تقویت بخشتے ہوئے وقت کی ایک مکمل تصویر کھینچ کر رکھ دی ہے جو "ابد کنار سمندر" کے دلکش استعارہ سے صورت پذیر ہو کر سماعتوں کی گہرائیوں میں اترنے لگتی ہے۔ موجوں کے بھیانک راگ الاپنے کی کیفیت شور انگیز امیج کی صورت میں زمانے کی ستم ظریفیوں اور اتار چڑھاؤ کا حسیں استعارہ ہیں۔ طوفاں کا لفظ جہاں بصری سطح پر متحرک امیج کا سبب بنتا ہے وہیں اس کا متلاطم انداز سماعتوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ اگلے مصرعے میں بچھڑے ہوئے پیام سے دردِ نارسائی کی صورت میں تجرید کی تجسیم کرتے ہوئے سمعی پیکر ابھرتا ہے۔ سمعی سطح پر ان پیکروں کی تخلیق اپنے اندر کمال کی ندرت رکھتی ہے۔ مناظر فطرت سے محبت اور ارضی پہلوؤں سے جڑت بھی مجید امجد کے ہاں دلکش سمعی پیکروں کی تخلیق کا سبب بنتی ہے۔ منفرد اسلوب کے حامل یہ تمثالی مرقعے کسی بھی صورت مرصع سازی سے کم نہیں۔

ادھر دھیری دھیری
کنویں کی نفیری
ہے چھیڑے چلی جا رہی اک ترانہ
پراسرار گانا
جسے سن کے رقصاں ہے اندھے تھکے ہارے بے جان بیلوں کا جوڑا اچارا
گراں بار زنجیریں، بھاری سلاسل، کڑکتے ہوئے آتشیں تازیانے (۳)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلّہ

تجنیس صوتی کی صورت میں شاعرانہ امیجری کے یہ جاوداں نقوش سماعی پیکروں کی تشکیل کر رہے ہیں۔

"ادھر" کا لفظ سماعت کو متحرک کر کے بیداری بخشتا ہے اور "دھیری دھیری" کی تکرار موسیقیاتی آہنگ میں سامعہ کو دھیمے پن سے آشنا کرتے ہوئے سمعی تمثالوں میں ڈھل جاتی ہے۔ اگلے مصرعے میں کنواں تہذیبی و ثقافتی علامت کے طور پر چرخ کی آواز لیے ہوئے منظر کی تصویر بصری و سمعی سطح پر نقش کرتا ہے۔ یہاں شاعر تلازمات کے ساتھ ایک مکمل علامتی نظام کنویں کی نفیری کی صورت میں فنی پیرائے میں ڈھالتا ہے۔ شہنائی کی بھید بھری آواز اور ایک پراسرار ترانہ قاری کی سماعتوں کو بیدار کرنے کے ساتھ ساتھ بیلوں کی جوڑی کو بھی رقصاں دکھاتا ہے جو ایک پوری تہذیب کی صورت گری ہے۔ ان تمثالوں کے پس منظر میں شاعر کا تجربہ بول رہا ہے جو منفرد، اچھوتا اور ترفع سے بھرپور ہے اور شاید ہی وقت اور نظام کائنات کی اتنی جامع اور مکمل تصویریں کسی اور شاعر کے احاطہ بیان میں آئی ہوں۔ اس نظم کے آخری بند کے ایک مصرعے میں وقت کے تسلسل کا تمثالی حسن قابل توجہ ہے۔

"اور اک نغمہ سرمدی کان میں آرہاہے، مسلسل کنواں چل رہاہے۔"(۴)

نغمہ سرمدی تاریخ، تہذیب اور زندگی کے تغیر و تبدل اور نشیب و فراز کی سریلی تانیں ہیں جو اس قدر سحر طراز ہیں کہ قاری اس کی لے اور تال میں کھو جاتا ہے اور محویت کے عالم میں زندگی اور نظام کائنات کی تصویری جھلکیاں سامعہ کی سطح پر محسوس کرتا ہے۔ نغمہ سرمدی سامعہ کی سطح پر ایک ایسی مکمل تصویر ہے جہاں دھیمے لہجے میں شکوے کی لے سماعتوں سے ٹکراتی ہے اور ہر مصرعے سے درد و غم کا نوحہ ابھارتی ہے۔

مجید امجد کی شاعری فنی اور جمالیاتی تقاضوں کا حسین امتزاج ہے۔ وہ ہر منظر، واقعہ اور تجربہ و مشاہدہ کو شاعرانہ رنگ میں سوچتے ہیں اور کیفیات کا رنگ لفظی تصویروں میں بھرتے رہتے ہیں۔ مجید امجد کے ہاں سمعی پیکروں کی تخلیق ایک الگ انداز کی حامل ہے۔ وہ صوتیاتی آہنگ کے ذریعے مختلف کیفیات اور حیات و کائنات کے آہنگ کو دریافت کرتے ہیں جو نظریاتی تغیرات و تخلیقی وفور کو سمجھنے اور ان کی معنویت کے دائرے کے تعین میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

مجید امجد کی بیشتر نظمیں امیجری کے پر تاثیر نمونوں پر مبنی ہیں۔ ان کی مشہور نظم "پنواڑی" کے اشعار سمعی امیجری کے دیرپا نقوش لیے ہوئے ہے۔

صبح بھجن کی تان منوہر جھنن جھنن لہرائے
ایک چتا کی راکھ ہوا کے جھونکوں میں کھو جائے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

شام کو اس کا کمسن بالا بیٹھا پان لگائے
جھن جھن، ٹھن ٹھن چونے والی کٹوری بجتی جائے
ایک پتنگا دیپک پر جل جائے، دوسرا آئے(۵)

یہ اشعار نسل در نسل ایک عام آدمی کے دکھوں کے تسلسل پر مشتمل المیاتی تصویروں سے عبارت ہیں جہاں پنواڑی کا کمسن بیٹا اپنے باپ کی وفات کے بعد اسی دکان میں بیٹھا پان بنا رہا ہے۔ امیجری کے حوالے سے یہ اشعار پُر تاثیر صوتی آہنگ کے حامل ہیں۔ تکرارِ لفظی سے صورت پذیر صوتی پیکر لاجواب ہیں۔ "بھجن کی تان" سمعی نے نوازی کرتے ہوئے نشاط انگیز پیکر تخلیق کرتی ہے۔"جھنن جھنن" کی تکرار موسیقیاتی آہنگ میں سُر اور تال سے عبارت سنگیت کی بنیادی اور کلاسک آوازوں میں سے ایک ہے جو سماعتوں پر خوشگوار اثرات مرتب کرتے ہوئے سمعی پیکر تخلیق کرتی ہے۔ چونے والی کٹوری کے بجنے سے "ٹھن ٹھن" اور "جھن جھن" کی جو آوازیں پیدا ہوتی ہیں وہ بھی صوتی آہنگ کی انفرادیت میں غنائی آوازوں سے بھرپور ہیں جن سے ایک منظم اور منفرد سر تال کا احساس جنم لیتا ہے۔ مجید امجد کی مشاہداتی قوت اور ژرف نگاہی کا کمال دیکھیے کہ اس پورے منظر کو انتہائی باریک بینی سے دیکھ، سن اور محسوس کر رہے ہیں اور منفرد الفاظ کے استعمال سے ان مصرعوں میں موسیقی کی لے پیدا کر کے قاری کو بھی اس غنائی آہنگ سے محظوظ کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر یہ اشعار سمعی تمثالوں کا خوبصورت مرقع ہیں۔

مجید امجد کے کلام میں رنگا رنگ سمعی پیکروں کا لفظی ارتسام گونا گونی کا حامل ہے۔ وہ مظاہرِ حیات اور مناظر کائنات کے مختلف رنگوں سے اپنی تصاویر کے خدوخال کو نمایاں کرتے ہیں اور لفظی نقش و نگار کی ایک نئی دنیا تخلیق کرتے ہیں۔ ایک نظم کے اشعار میں اس جہانِ نو آباد کا نقشہ مجید امجد نے سمعی سطح پر یوں کھینچا ہے۔

صبح سویرے بن کی چڑیا۔ من کی بات بتائے
جنگل میں سر کنڈوں کی کونپل پر بیٹھی گائے
ننھی چونچ پہ چوں چرچوں چرچوں کی چونچل بانی
کرن کرن پر ناچ رہی ہے اس کے من کی کہانی
کیا گاتی ہے؟ کیا کہتی ہے؟ کون اس بھید کو کھولے؟
جانے دور کے کس ان دیکھے دیس کی بولی بولے؟
کون سنے، ہاں کون سنے، راگ اس کے راگ البیلے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلّہ

سب کے سب بہرے ہیں۔ میداں، وادی، دریا، ٹیلے (۶)

شاعر کے تخلیق کردہ ان سمعی پیکروں میں تموّج، حرکت اور روانی کا احساس غالب نظر آتا ہے۔ مجید امجد نے فطری اور قدرتی آوازوں سے اس تصویر کو منفرد بنایا ہے۔ تجنیس صوتی اور "ت" کی تکرار سے قریب الواقع الفاظ کا صوتی آہنگ ترنم اور غنائیت سے معمور نظر آتا ہے۔ بن کی چڑیا کا یہ گیت اس لحاظ سے بھی سامعہ نوازی کا ایک عمدہ نمونہ ہے کہ ان آوازوں میں منظم سر تال کا احساس غالب نظر آتا ہے اور شاعر کی تجرباتی ندرت قاری کے ذہن پر اس منظر کو مکمل طور پر نقش کرتے ہوئے اسے اس منظر میں شریک ٹھہراتی ہے۔

چڑیا کے من کی کہانی ایک مکمل تصویر ہے جہاں شاعر کا داخلی احساس کرب میں اس وقت ڈھلتا ہے جب وہ میداں، دریا، وادی اور ٹیلوں کو اس البیلے راگ کی شنوائی سے بے بہرہ قرار دیتا ہے۔ یوں اس منظر میں کرب و اضطراب کا رنگ اپنے گہرے نقوش کے ساتھ نمایاں ہو کر متضاد معنویت کی صورت اجاگر کرتا ہے اور قاری سمعی سطح پر خوشگوار تاثرات کے ساتھ ساتھ حزن و ملال کی کیفیت سے بھی دوچار ہو جاتا ہے۔ رنگا رنگ کیفیات کی حامل یہ نظم سمعی پیکروں کی تخلیق کے لحاظ سے مجید امجد کی ہنر کاری کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔

نقوشِ حیات سے عبارت چند پیکر ایک جگہ لفظی قالبوں میں یوں ڈھلے ہیں۔

یہ صہبائے امروز، جو صبح کی شاہزادی کی مست انکھڑیوں سے ٹپک کر
بدورِ حیات آ گئی ہے، یہ ننھی سی چڑیاں جو چھت میں چہکنے لگی ہیں
ہوا کا یہ جھونکا جو میرے دریچے میں تلسی کی ٹہنی کو لرزا گیا ہے
پڑوسن کے آنگن میں، پانی کے نلکے پہ یہ چوڑیاں جو کھنکنے لگی ہیں (۷)

صہبائے امروز کے مست انکھڑیوں سے ٹپکنے کا منظر بیک وقت باصرہ اور سامعہ کی حسیات کے تحرک کا باعث بنا ہے۔ قاری کا ذہن اس لمحہ موجود میں مختلف آوازوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جہاں پہلے منظر میں پر خمار آنکھوں سے ٹپکنے والی شراب کے قطروں کی آواز سماعت کو متوجہ کرتی ہے اور چڑیوں کی چہچہاہٹ کی آواز سامعہ کی سطح پر صبح کی تصویر منقش کرتی ہے۔ یہاں شاعرانہ ادراک اس پورے منظر کو دلفریب آوازوں کی صورت میں اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور تلسی کی ٹہنی کی لرزاہٹ کو بھی حسی ادراک کا حصہ بنا دیتا ہے۔ اگلے مصرعے میں اس تصویر کے رنگ مزید نمایاں ہو کر ابھرتے ہیں جہاں پانی کے نلکے پر چوڑیوں کے کھنکنے کی خوبصورت صدا سامعہ کی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

سطح پر نے نوازی کرنے لگتی ہے اور خوشگوار اثرات لیے ہوئے یہ منظر ایک مکمل تصویر میں ڈھل جاتا ہے۔ ذیل کے مصرعوں میں زندگی کا فانی پن سمعی نقوش کی صورت میں کس قدر نمایاں ہے۔

کتنی چھنا چھن ناچتی صدیاں
کتنے گھنا گھن گھومتے عالم
کتنے مراحل
جن کا مآل اک سانس کی مہلت (۸)

نظم کا آغاز ہی پر زور انداز میں سمعی پیکر تراشنے سے ہوتا ہے "چھنا چھن" کے ساتھ "ناچتی صدیوں" کی مناسبت نہ صرف صوری بلکہ معنوی تاثیر کی بھی حامل ہے۔ وقت کی گردش کو شاعر نے رقاصہ کے روپ میں پیش کر کے اس کے پاؤں میں چھنکنے والی پائل کی آواز سے واضح کیا ہے۔ قاری کی سماعت اس آواز سے مرتعش ہو کر اس پورے آہنگ سے لطف اندوز ہوتی ہے اور اگلے ہی لمحے یہ تصویر زندگی کے روپ میں مزید نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے جہاں شاعر نے "گھنا گھن" کی آواز سے گزرتے وقت کو تعبیر کیا ہے اور پھر زندگی اپنے انجام کی طرف رواں دواں دکھائی دیتی ہوئی ایک سانس کی سنگیت میں ڈھلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ یہاں شاعر نے زندگی کے لافانی پن کی ایک مکمل سمعی تصویر بنائی ہے جو سانسوں کے سنگیت میں ڈھلنے والی اک تان کے سوا کچھ بھی نہیں۔

مجید امجد کے ہاں شعری تمثالیں ان کے زرخیز تخیل، حسی مشاہدات اور خارجی مظاہر وواردات سے وجود پاتی اور قاری یا سامع کی روح کو سرشار کرتی چلی جاتی ہیں۔ ان کی شاعری احساسات اور جذبات کو ہی برانگیختہ نہیں کرتی بلکہ نمدار لکڑی کی طرح سلگا سلگا کر جذبات کا کیتھارسس بھی کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں وجود پانے والے صوتی پیکر وجدانی کیفیت کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ حسیات کو بھی جھنجھوڑنے کی بھرپور صلاحیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے خادم حسین رائے لکھتے ہیں:

> "مجید امجد کی شعریات میں تکرارِ صوت، تجنیس صوتی، صوتی رمزیت اور کلاسک آوازوں کا بھرپور ذخیرہ موجود ہے جو ان کے کلام کے غنائی اثر کو زائل نہیں ہونے دیتا۔ ان کی نظموں کا صوتی آہنگ ترنم سے معمور ہے۔ اس طرح کے منفرد صوتی تجربات اور صوتیوں کے ذریعے پیش کیے جانے والے انحرافات شاعر کے فن اور اسلوب کو جدت اور ندرت عطا کرتے ہیں۔" (۹)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

مجید امجد کے ہاں سمعی امیجری کے مختلف نمونے ان کے صوتی تجربات سے مترشح ہوتے ہیں۔ وہ فنی حربوں سے کام لے کر تجرید و تجسیم کی سطح پر نادر پیکر تراشتے ہیں اور حسی ادراک کو تقویت بخشتے ہوئے ان کے سمعی پیکر مکمل تصویری صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

ذیل کی نظم میں مجید امجد نے لفظ و معنی کے رشتے کو سمعی سطح پر یوں مصور کیا ہے:

فضا میں بحر موسیقی رواں معلوم ہوتا ہے
جہاں کا ذرہ ذرہ نغمہ خواں معلوم ہوتا ہے
سنبھلنے دے ذرا او مطربہ یہ نشتریں نغمہ
جگر کے زخم پر زخمہ کناں معلوم ہوتا ہے
یوں ہی گائے جا گائے جا ترا سوز آفریں دیپک
مری ہی زندگی کی داستاں معلوم ہوتا ہے
تو گاتی ہے تو میرے سامنے نظارۂ عالم
کسی فردوس رنگیں کا سماں معلوم ہوتی ہے
تو گاتی ہے تو آنکھیں کھول کر لیتی ہے انگڑائی
ربابِ دہر کے نغموں کی محوِ خواب رعنائی
تو گاتی ہے تو تیرے رخ پہ زلفیں جھوم جاتی ہیں
تو گاتی ہے تو تیری مدھ بھری آنکھیں بھی گاتی ہیں
تو گاتی ہے تو تیرے چنپئی ہونٹوں کی مہکاریں
شرابِ نغمہ کی سرمستیوں میں ڈوب جاتی ہیں
تو گاتی ہے تو گاتے وقت تیرے روئے تاباں پر
جمال زہرہ کی زیبائیاں جادو جگاتی ہیں
تو گاتی ہے تو تیری راگنی کی مست کن تانیں
مری رگ رگ کو نیشِ درد بن کر گدگداتی ہیں
مرے خُلد تصور کی فضا کو ہمہمائے جا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-11

یوں ہی گائے جا گائے جا،یونہی گائے جا گائے(۱۰)

نظم کے ان اشعار میں سمعی سطح پر متحرک پیکر ابھارے گئے ہیں۔ نظم کا آغاز ہی ذروں کی نغمہ خوانی اور بحر موسیقی کی روانی جیسے بلند سامعاتی انداز کے پیکروں سے ہوتا ہے۔ مطربہ کے نغمے کی تانیں فضا میں رچی بسی معلوم ہوتی ہیں۔"نشتریں"نغمہ کے ساتھ"زخمہ کناں" کی مناسبت عمومی پیکروں کی تشکیل کا عمدہ نمونہ اور شاعرانہ کیفیات کے بیان کا حسین انداز ہے۔"گائے جا گائے جا" کی تکرار متحرک سمعی پیکروں کو جنم دیتی ہے جبکہ اس نغمگی کی کیفیت میں قاری کو دنیا جنت کا نمونہ معلوم ہوتی ہے۔ ساز وآواز کی اس فسوں کاری میں قاری اب ایک کیف آور لذت سے آشنا ہوتا ہے۔ اسے رباب دنیا کے نغموں کی الاپ میں زندگی انگڑائیاں لیتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور پیکروں کی یہ بلند آہنگی اس کے سمعی احساس کے تحرک کا باعث بنتی ہے۔

دوسرے بند کا آغاز ہی امتزاجی امیجری کے طرب انگیز نقوش سے ہوتا ہے جہاں ساز و آواز کے ساتھ کیف و سرور کی کیفیات بھی شاعرانہ مہارت سے سمعی سطح پر مصور کی گئی ہیں۔ یہ منظر مکمل طور پر قاری کی سماعتوں کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اب اسے وجد آفریں فضا میں گانے کے ساتھ ساتھ مطربہ کی زلفیں محو رقص اور آنکھیں بھی گاتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ فضا شراب نغمہ کی سرمستیوں میں ڈوبی ہوئی اور گاتے نغموں کی مہکاروں سے معطر لگنے لگتی ہے۔ اب یہ تصویری منظر اپنی تکمیل کی طرف رواں دواں معلوم ہوتا ہے۔ راگنی کی مست کن تانیں اپنے منفرد صوتی تاثر کے باعث رگ وپے میں اترتی محسوس ہوتی ہیں اور پوری نظم صوتی منظر نامے میں ڈھل جاتی ہے جہاں آوازوں کے امتزاجی آہنگ میں شاعرانہ امیجری کے نوع بہ نوع انداز شامل ہیں۔

اسی طرح ایک اور جگہ مجید امجد نے مسموعی پیکروں کو اپنے بیان کی تاثیر سے یوں منفرد بنایا ہے۔

دھیان میں روز چھم چھماتا ہے
قہقہوں سے لدا ہوا تانگا،
پھونک کر بانسری میں آگ اک بار
گانے والے سرودِ باراں گا(۱۱)

ان اشعار میں شاعر نے داخلی و خارجی حوالوں سے جو تصویریں تراشی ہیں وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے حسِ سامعہ کو فعال کرتی ہیں۔ چھم چھم کی آواز بظاہر برکھارت میں مینہ برسنے کے منظر کی تصویر کشی ہے لیکن شاعر نے اس مناسبت سے دھیان میں پیہم آنے والے قہقہوں سے لدے تانگے کی تصویر اجاگر کی ہے جو سڑک پر رواں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

دواں ہے اور سواریوں کے قہقہوں سے فضا گونج رہی ہے۔ یہاں ایک اور تصویر شاعر کے محبوب کے قہقہوں کی بھی اجاگر ہوتی ہے جس کے نقوش شاعر کے ذہن پر ثبت ہو چکے ہیں اور وقتاً فوقتاً ان قہقہوں کی گونج اسے اپنے کانوں میں محسوس ہوتی ہے۔

دوسری سطر میں داخلی اضطراب متضاد کیفیتوں میں ڈھل کر سماعی تصویر بندی کا باعث بنتا ہے۔ اس منظر میں بانسری میں آگ پھونکنے سے ذاتی کرب کی تپش کا احساس سماعتوں کو گرماتا ہے۔ بارش کے نغمے کی آواز یہاں ایک خوشگوار اور طرب انگیز احساس کی صورت میں سماعتوں کی تسکین کا باعث بنتی ہے اور غم سے خوشی کشید کرنے کا سمعی تصور ابھرتا ہے۔ ایک اور مقام پر اسی قسم کے تاثرات یوں نقش ہوئے ہیں۔

تارِ ربط کی کوئی لرزش پنہانی ہے
جو شب و روز کے ایواں میں فغاں بن کے بکھر جاتی ہے
آسمانوں نے زمینوں سے کسی دل کے دھڑکنے کی صدا آتی ہے
کوئی چپکے سے میرے کان میں کہہ جاتا ہے
سنتے ہو، کس کی یہ آواز ہے، پہچانی ہے؟ (۱۲)

تارِ ربط کی لرزش سماعتوں کو مرتعش کرتے ہوئے قلبی ہیجان کی تصویر متشکل کرتی ہے جو اگلے مصرعے میں "فغاں" کے بلند آہنگ صوتی تاثر کی صورت میں نمایاں ہے۔ آہ دلدوز کے استعارے کی صورت میں "دل کے دھڑکنے کی صدا" روح کو جھنجھوڑنے اور سماعتوں کو بیدار کرنے کا باعث ہے۔ اس آواز کی مناسبت سے "چپکے سے کان میں کہنا" اور "سنتے ہو" کے استفساری لہجہ سے قاری کی سماعتوں پر ایک صوتی تصویر بنتی ہے جو الہامی کیفیت کی نقش گری ہے۔ زندگی کی ستم ظریفیوں کے باعث نا آسودہ زندگی کی یہ کیفیات گہری معنویت کے حامل تاثر پارے ہیں جن میں ہیجانِ ذات کی مختلف صورتیں مسموعی پیکروں میں ڈھلی ہوئی ہیں۔

ایک جگہ ہجر و وصال کی کیفیات کو مجید امجد نے صوتی تصویروں میں یوں ڈھالا ہے:

میں نہ سمجھا ورنہ ہنگاموں بھری دنیا میں، اک آہٹ کے سنگ،
کوئی تو تھا، آج جس کا قہقہہ دل میں ہے دامن گیر دل
رت بدلتے ہی چمن جو ہم صفیر، اب کے بھی کوسوں دور سے،
آ کے جب اس شاخ پر چہکے، مرے دل میں بجی زنجیرِ دل

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

کیا سفر تھا، بے صدا صدیوں کے پل کے اس طرف اس موڑ تک
پے بہ پے ابھرا، سنہری گرد سے اک نالہ دل گیر دل (۱۳)

ان اشعار کی مجموعی تاثراتی فضا پر رومان کا غلبہ ہے۔ مجید امجد نے محبوب کے قدموں کی آہٹ سے ایسا سامعہ نواز امیج تراشا ہے کہ قاری کی سماعتیں خود بہ خود مرتعش ہونے لگتی ہیں اور ایک قہقہہ کانوں میں گونجنے لگتا ہے۔ لفظوں کا صوتی آہنگ تخیلی سطح پر محبوب کے سراپا اور اس کے حسن کے جلوؤں سے اس منظر کو مزید روشن اور تابناک بنا دیتا ہے اور کیفیاتِ وصل کی ایک سامعہ نواز تصویر ابھرتی ہے۔ ہم صفیر کے شاخ پر چہکنے اور دل کی زنجیر بجنے سے محبوب کی جادوئی آواز سمعی تمثال میں ڈھل کر ہجر میں وصل کی حسی یادوں کا نقش اجاگر کرتی ہے اور قاری کی سماعتوں پر یہ سارا منظر نقش ہو جاتا ہے۔ صدیوں کی بے صدائی سے سکوتی امیج جبکہ نالہ دل کے بلند صوتی آہنگ سے ہجر کی کیفیات کی متحرک سمعی تصویر متشکل ہوتی ہے۔ مجموعی طور پر یہ سمعی تمثالیں حسن کی تمام تر نزاکتوں اور تخیل کی تمام تر لطافتوں کا مرقع ہیں جن کے عکس میں شاعرانہ تجربہ بولتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

مجید امجد کی شاعری زندگی کی حرارت سے بھرپور تمثالوں کا ایک بوقلموں مرقع ہے جس میں ہر رنگ اور ہر نوع کے صوتی مرقعے اپنے معنوی ارتفاع کے باعث حیات و کائنات کی تفسیریں معلوم ہوتے ہیں۔ وہ زندگی کے مفاہیم کو نئے انداز میں پیش کرنے کا سلیقہ اور اپنے مشاہدات کو آفاقیت کے رنگ میں رنگنے کا ہنر جانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں لفظی دروبست معنوی تہہ داری کے ساتھ ساتھ کیف اندوزی اور سحر آفرینی کا ذریعہ بھی قرار پاتی ہے۔

مجید امجد کے کلام میں احساسِ جمال اور فکری ترفع کے ساتھ ساتھ معنیاتی حدود کی وسعت کا سامان بھی موجود ہے۔ وہ لفظوں سے تصویریں بنانے اور متخیلہ کو برتنے کے ہنر سے واقف ہیں۔ ان کے ہاں لفظوں کی معنوی تعبیریں ظاہر و باطن کے انسلاک سے حیات و کائنات کے اسرار و رموز کی نشاندہی کرتی اور فکر و نظر کے نئے نئے دریچے وا کرتی ہیں۔ ان کے ہاں تصویریں لفظوں، اور لفظ ان کے مصورانہ ہنر کی بدولت کثیر الجہت معنوی پیکروں میں ڈھلتے چلے جاتے ہیں۔

بحیثیت مجموعی مجید امجد کے ہاں حیات و کائنات کے تلخ و شیریں، حالات و واقعات اور مناظر فطرت کی سامعہ نواز عکاسی کسی صورت بھی فنکارانہ صناعی سے کم نہیں۔ ان کے لفظی مرقعے آب و گل کے پیکروں کی مانند بولتے چالتے، اپنی موجودگی کا احساس دلاتے اور ان کی داخلی و خارجی کیفیات سے آگاہی کا سبب بھی بنتے ہیں۔ وہ اپنے

مسموعی پیکروں میں صرف مناظر کی پس منظری و پیش منظری کیفیات کو ہی اجاگر نہیں کرتے بلکہ اپنے مشاہدے کی وسعت اور تخیل کی تیزی سے ماحول اور فطرت کو بھی تمام تر جزئیات سمیت اپنے صوتی البم کا حصہ بناتے ہیں۔

حوالہ جات

۱) حمیرہ ہاشمی، ناصر فاروقی، "نفسیات" اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۱۹۹۴ء، ص ۱۴۳

۲) خواجہ محمد ذکریا، ڈاکٹر، مرتبہ "کلیاتِ مجید امجد"، الحمد پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۴۷

۳) ایضاً، ص ۵۹

۴) ایضاً، ص ۶۰

۵) ایضاً، ص ۸۹

۶) ایضاً، ص ۹۳

۷) ایضاً، ص ۱۰۱

۸) ایضاً، ص ۱۷۱

۹) خادم حسین، رائے، "مجید امجد کی نظمیں: صوتیات کے تناظر میں"، مشمولہ "نمودِ حرف"، ادارہ نمودِ حرف، لاہور، اکتوبر، نومبر، دسمبر ۲۰۱۴ء، ص ۱۷۹

۱۰) خواجہ محمد ذکریا، ڈاکٹر، مرتبہ "کلیاتِ مجید امجد"، ص ۲۰۷

۱۱) ایضاً، ص ۴۵۷

۱۲) ایضاً، ص ۲۸۸

۱۳) ایضاً، ص ۴۱۰